بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

REGD. No. L.5254

فون نمبر ۴۹

جلد ۴۹/۱۴ ۔ ۲؍اخاء ۱۳۳۹ھ ش ۔ ۲؍اکتوبر ۱۹۶۰ء ۔ نمبر ۲۲۷

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

از محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ربوہ

ربوہ یکم اکتوبر بوقت آٹھ بجے صبح بذریعہ فون

کل دن بھر حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی۔ رات نیند آ گئی۔ اس وقت بھی خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے طبیعت اچھی ہے۔

احباب جماعت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

امریکہ اور روس کے درمیان موجودہ کشمکش کا جاری رہنا ناممکن ہے

دنیا کی بھلائی اسی میں ہے کہ دونوں ملکوں کے باہمی تعلقات بہتر ہو جائیں

(خروشیف)

نیویارک یکم اکتوبر۔ روس کے وزیر اعظم مسٹر خروشیف نے امید ظاہر کی ہے کہ امریکہ اور روس کے درمیان تعلقات بہتر ہو جائیں گے۔ آپ نے کہا دو عظیم طاقتوں کے درمیان موجودہ کشمکش کا جاری رہنا ناممکن ہے۔ دنیا کی بھلائی اسی میں ہے کہ دونوں کے تعلقات میں اصلاح ہو جائے۔ مسٹر خروشیف نے ایک پریس کانفرنس میں بیان دیتے ہوئے امریکہ اور روس کی موجودہ کشمکش کا ذکر کیا اور کہا روس صرف یہ چاہتا ہے کہ امریکہ کے طیارے جاسوسی کی غرض سے روس کی فضا میں پرواز نہ کریں۔ ہو سکتا ہے کہ امریکہ میں بھی روسی جاسوس موجود ہوں۔ لیکن کسی ملک میں جاسوسی کے لئے آدمی بھیجنا اور حیثیت رکھتا ہے۔ اور کسی ملک پر جاسوسی کرنے کے لئے پرواز کرنے کو اپنا قدرتی حق جتانا بالکل جداگانہ معنی رکھتا ہے۔ کیونکہ دوسرے کی فضا میں خلاف قانون پرواز کرنے پر اصرار کرنا جنگ کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

مسٹر خروشیف نے امید ظاہر کی کہ نومبر کے انتخابات کے بعد نئے صدر امریکہ اس معاملے پر سنجیدگی سے غور کریں گے۔ اور دونوں ملکوں کے تعلقات کی اصلاح کی طرف توجہ دیں گے۔

آج مسٹر میکملن وزیر اعظم برطانیہ نے روسی وفد کے ہیڈ کوارٹر میں مسٹر خروشیف وزیر اعظم روس سے دو گھنٹے آٹھ منٹ تک تبادلہ خیالات کیا۔ پیرس میں سربراہوں کی کانفرنس کی ناکامی کے بعد دونوں راہنماؤں کی یہ پہلی ملاقات تھی۔

اقوام متحدہ نے مسٹر لوممبا کی حریف حکومت کو تسلیم کر لیا

روس نے اسلحہ اور گولہ بارود سے بھرا ہوا طیارہ لوممبا کو بھیجا تھا

لیوپولڈول یکم اکتوبر۔ لیوپولڈول میں اقوام متحدہ کے ایک ترجمان نے اعلان کیا کہ کرنل موبوتو نے کمشنروں کی جو کمیٹی قائم کی ہے۔ اقوام متحدہ اس کو کانگو کی جائز مرکزی حکومت تصور کر کے اسی سے تعلق پیدا کرے گی۔ کیونکہ اقوام متحدہ انہیں لوگوں سے واسطہ پیدا کر سکتی ہے۔ جو وزارتوں پر فائز ہوں۔

نیویارک کی اطلاع کے مطابق مسٹر الیو کے وزیر خارجہ مسٹر بمبوکو نے ایک بیان میں کہا روس نے مسٹر لوممبا سے ایک خاص معاہدہ کر کے ان کو اسلحہ اور گولہ بارود سے بھرا ہوا طیارہ بھیجا تھا۔

فوج کے کمانڈر انچیف کرنل موبوتو نے ایک بیان میں کہا کہ کمیونسٹ ایجنٹ کانگو میں گھستے جا رہے ہیں۔ آپ نے کہا چیکوسلواکیہ کی سفارت میں کمیونسٹوں نے ایک ریڈیو نصب کر رکھا ہے۔ جہاں سے وہ ملک کی اطلاعات دوسرے ملکوں کو بھیجتے ہیں۔ اور دوسرے کمیونسٹ ملکوں سے کانگو کے بارے میں ہدایات حاصل کرتے ہیں۔

بے دخل مزارعین کو سرکاری اراضی کے مالکانہ حقوق مل جائیں گے

یکم اکتوبر۔ صوبائی حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ کچھ عرصہ قبل سابق پنجاب کے علاقہ میں بے دخل مزارعین کو جو ایک لاکھ ۴۳ ہزار ایکڑ سرکاری اراضی الاٹ کی گئی تھی۔ اب اسے متعلقہ مزارعین کے ہاتھ فروخت کر دیا جائے گا۔ اس طرح مزارعین کے نام ان کے زیر قبضہ اراضی کے مالکانہ حقوق منتقل کر دیئے جائیں گے۔ اس فیصلہ کے مطابق ہر ضلع میں بے دخل مزارعین کے زیر قبضہ سرکاری اراضی کی قیمت اس ضلع کے حالات زمین کی نوعیت کے مطابق مقرر کی جائے گی۔

قیوم خاں ایبڈو میں صفائی پیش کریں گے

لاہور یکم اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ سابق صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ خان عبدالقیوم خان ایبڈو ٹریبونل میں ان الزامات کی صحت سے انکار کریں گے۔ جو ان پر عائد کئے گئے ہیں۔ ان پر ایبڈو کے ایک نوٹس کی تعمیل کرائی گئی تھی۔ جس کے جواب میں انہوں نے کہا ہے کہ وہ صفائی پیش کرنا چاہتے ہیں تو قع ہے کہ وہ ۱۹؍اکتوبر کو صوبائی ایبڈو ٹریبونل میں حاضر ہوں گے۔

پانچ سربراہوں کی ملاقات

نیویارک یکم اکتوبر۔ کل یوگوسلاویہ انڈونیشیا بھارت۔ متحدہ عرب جمہوریہ اور گھانا کے سربراہوں نے دو گھنٹے تک تبادلہ خیالات کیا بعد میں انہوں نے ایک مشترکہ اعلان میں بتایا کہ ہم نے جنرل اسمبلی سے تعلق رکھنے والے امور پر بات چیت کی ہے۔

روس کے خلاف اقوام متحدہ کو مدد

کوالالمپور یکم اکتوبر۔ ملایا کے وزیر اعظم تنکو عبدالرحمٰن نے کہا ہے کہ روس نے اگر کانگو کے مختلف متحارب گروہوں میں سے کسی ایک کو براہ راست امداد دینے کا فیصلہ کیا۔ تو ملایا کی فوجیں اقوام متحدہ کی حمایت کے لئے روس کے خلاف جنگ کرنے کے لئے تیار ہیں۔

صاحبزادی امۃ الرشید صاحبہ کی علالت

ربوہ یکم اکتوبر۔ محترمہ صاحبزادی امۃ الرشید صاحبہ کی حالت کوئی افاقہ نہیں۔ آپ کی طبیعت بخار کھانسی۔ گلے کی خرابی اور سینہ کے درد کی وجہ سے علیل ہے۔

احباب صاحبزادی صاحبہ موصوفہ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

اخبار احمدیہ

— ربوہ یکم اکتوبر۔ کل خطبہ جمعہ محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے پڑھا۔ آپ نے الفضل مورخہ ۲۸؍ستمبر میں سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ پڑھ کر سنایا۔ اور احباب کو حضور کی نصیحت پر عمل کرنے کی تلقین کی۔

— مورخہ ۲۹؍ستمبر کو مسجد محمود میں ایک جلسہ زیر صدارت ... محمد اسحٰق صاحب منعقد ہوا۔ ... محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب محترم حافظ عبدالسلام صاحب اور یحییٰ فضلی صاحب نے تحریک جدید کی اہمیت کے موضوع پر موثر تقاریر فرمائیں۔ بعد ازاں چوہدری شبیر احمد صاحب نے میجک لینٹرن کے ذریعہ جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کے مناظر دکھائے۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲ر اکتوبر ۱۹۶۰ء

اہم ترین مسئلہ

جہاں تک پاکستان اور بھارت کے عوام کا تعلق ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ دونوں ملکوں کے عوام پاکستان اور بھارت کے باہمی تعلقات نہایت خوشگوار چاہتے ہیں۔ پنڈت نہرو اور اکثر دیگر بھارتی لیڈر بھی ایسا ہی چاہتے ہیں اور شاید اب بھارت میں بھی یہ خیال معدوم ہو چکا ہے کہ پاکستان کا جداگانہ وجود نامرغوب ہے۔ حکومتی سطح پر جو دونوں ملکوں کے درمیان اکثر معاملات میں فیصلے ہوئے ہیں۔ وہ یقیناً یہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں کہ بھارت اور پاکستان کے عوام باوجود بعض معاملات میں یکساں ہونے کے جدا جدا وجود رکھتے ہیں اور اپنی اپنی جگہ آزاد و خود مختار ہیں اور اب کسی قسم کا ایک دوسرے پر دباؤ کا خیال بھی ناممکن ہے۔

یہی یقین جو دونوں طرف اب مستحکم ہو چکا ہے اس بات کا مقتضی ہے کہ دونوں ہمسایہ ممالک میں نہایت استوار بنیادوں پر خوشگوار تعلقات قائم ہونے چاہئیں اور یہ حقیقت اس بات کی مقتضی ہے کہ دونوں میں وہ تمام تنازعات جو تقسیم کی وجہ سے پیدا ہو گئے تھے اب بالکل ختم ہو جانے چاہئیں کیونکہ جس طرح ایک انسان کے پہلو میں دو دل نہیں سما سکتے اسی طرح دو ملکوں کے درمیان دو متخالف اور متضاد پالیسیاں بھی نہیں چل سکتیں۔

حال ہی میں پاکستان کے صدر مملکت نے بھارت کے متعلق اپنی پالیسی کی وضاحت کرتے ہوئے واشگاف لفظوں میں فرمایا ہے کہ پاکستان بھارت کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھنا چاہتا ہے اور ہر طرح بھارت کی بہبودی میں خوشی محسوس کرتا ہے تاہم جیسا کہ ہم نے کہا ہے بھارت اور پاکستان کے باہمی خوشگوار تعلقات اس وقت تک پائیدار بنیادوں پر قائم نہیں ہو سکتے جب تک ان کے درمیان کوئی بھی متنازعہ مسئلہ ایسا موجود ہے جو تلخی پیدا کرتا ہے۔ ان مسائل میں سے عظیم ترین مسئلہ کشمیر ہے۔ اور فیلڈ مارشل محمد ایوب نے اپنے ایک حالیہ بیان میں یہ سچ کہا ہے کہ جب تک کشمیر کا مسئلہ حل نہ ہوگا۔ دیگر تنازعات کا فیصلہ بھی بے کار ہو جائے گا۔ یہ ایک نہایت دو ٹوک اور واضح بات ہے۔ کیونکہ کشمیر کے معاملہ کا حل نہایت اہم ہے اور جب تک یہ حل نہ ہو وہ خیر سگالی کی فضا جو پیدا ہو چکی ہے اب زیادہ صاف ہو جانی چاہیئے۔ مکدر کی مکدر ہی رہے گی۔

مسٹر ذیڈ۔ اے بھٹو نے جو پاکستان کی طرف سے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے نئے ڈیلیگیٹ ہیں۔ اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ سندھ بیسن کے پانی کے تنازعہ کے بخیر و خوبی فیصلہ کے بعد اب مسئلہ کشمیر کے تنازعہ کو ختم کرنے کے لئے نئی کوشش کا آغاز ہونا چاہیئے۔ تاہم آپ نے فرمایا کہ بین الاقوامی تنازعات کو پرامن ذرائع سے حل کرنا پاکستان کی پالیسی کا طرۂ امتیاز ہے چنانچہ نہری پانی کے تنازعہ کو پرامن طریقے سے حل کر لینا ہماری اس پالیسی کا ثبوت ہے آپ نے مزید فرمایا کہ اس سے ہمیں امید بندھتی ہے کہ پرامن فیصلہ کا یہ اقدام اب کشمیر کے تنازعہ کے لئے بھی راہنمائی کرے گا نہرو ایوب ملاقات کے بعد جو مشترکہ بیان دیا گیا ہے وہ بھی بڑا امید افزا ہے اور اسلئے یقیناً دونوں ملکوں کے عوام کو توقع ہوگی کہ دونوں ملکوں کے خوشگوار تعلقات میں یہ سب سے بڑی رکاوٹ بھی جلد دور ہو جائے گی اور ہمیں یہ یقین ہے کہ جونہی یہ مسئلہ حل ہوا۔ باہمی خوشگوار تعلقات کی وہ محکم بنیاد پڑ جائے گی جس کی دونوں ملکوں کو اپنے اور ایشیائی بلکہ تمام دنیا کے مفاد کے لئے موجودہ حالات میں سخت ضرورت ہے۔"

آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ دنیا دو بڑے بلاکوں میں بٹی ہوئی ہے۔ جو ایک دوسرے کے خلاف فی الحال سرد جنگ میں مصروف ہیں اور یہ علم کسی کو نہیں کہ کب یہ سرد جنگ گرم جنگ میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ ان دونوں بلاکوں کے سربراہ بالخصوص مغربی مادہ پرست بڑی طاقتیں ہیں جو اپنے اپنے طریقِ نظام کو اس کے حق الرغم ساری دنیا پر حاوی کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ کہ ساری دنیا کی قیادت ان کے ہاتھ میں آ جائے۔ حالانکہ یہ سچ ہے کہ ان اقوام کی مادی ترقیات اتنی بڑھ گئی ہیں کہ وہ اپنے نظریات کا اثر ایشیائی اور افریقیائی ممالک پر بھی ڈال رہی ہیں اور اپنی تہذیب و تمدن کی زنجیروں میں سب کو جکڑنا چاہتی ہیں۔

اس کے برخلاف خاص ایشیائی ممالک کی ایک اپنی تہذیب ہے جو مذہب، اخلاقیات کے باوجود کئی باتوں میں یکساں ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مادی ترقی میں ایشیائی ممالک ان مغربی اقوام سے بہت پیچھے ہیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ مغربی اقوام کی موجودہ تہذیب خواہ بظاہر کتنی بھی چمکیلی نظر آتی ہو۔ اندر سے بالکل کھوکھلی ہے۔ اور اس بات کو خود بعض مغربی اقوام محسوس کر رہی ہیں اس کے برخلاف ایشیائی اقوام اگرچہ

. . . .

. . . .

. . . .

. . . . . . مادی لحاظ سے کمزور ہیں لیکن چونکہ ایشیا شروع ہی سے مذاہب کا گہوارہ رہا ہے۔ اسلئے باوجود مغربی تہذیب کی یورش کے ایشیائی اقوام میں ابھی خاصی حد تک مذہبی اور اخلاقی اقدار کسی نہ کسی صورت میں قائم ہیں اور اگر امریکہ اور دیگر مغربی ممالک میں اخلاقی اقدار میں کچھ جان باقی ہے۔ تو وہ بھی ایشیائی تہذیب اخلاق اور مذاہب کی وجہ سے ہے۔ اسلئے ایشیائی تہذیب اخلاق اور مذاہب کی صورت میں ایک بہت بڑی طاقت کی مالک ہیں۔ جس کو اگر استعمال کیا جائے۔ تو ایشیا پھر تمام دنیا پر اپنی خاص تہذیب و تمدن کو حاوی کر سکتا ہے۔ ایسی صورت میں ایشیائی اقوام میں اخلاقی اور مذہبی اقدار کا احیاء دنیا میں اطمینان اور امن کی روح از سر نو پیدا کرنے کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اور اس امر میں بھارت اور پاکستان بہت اہم پارٹ ادا کر سکتے ہیں۔ ہمارا قیاس ہے کہ چین اور جاپان خواہ کتنے بھی مغربی خیالات اپنا لیں اور دوسرے ایشیائی اور افریقی ممالک خواہ کتنے ہی مغربی تہذیب کے دلدادہ بن جائیں۔ ان کی فطرت سے مشرقیت کو مٹایا نہیں جا سکتا اور اگر اس چیز کو استعمال کیا جائے تو جیسا کہ ہم نے کہا ہے یہ فی نفسہٖ ایک بہت بڑی طاقت ہے۔ جس کے سامنے مادہ طاقت کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

یہ درست ہے کہ آج ہم بھی مغرب کی تقلید میں ترقی کے معنی مادی ترقی ہی سمجھتے ہیں لیکن ہماری مادی ترقی اگر ہمارے قدیم اقدار اور اخلاق کے ساتھ ساتھ نہ رہی اور ان کو مٹا کر یہ ترقی ہم نے حاصل کی تو ہمارا حال بلحاظ انسانیت کے خود مغربی اقوام سے بھی بدتر ہوگا۔ آج بیشک ان اقدار کی قدر و قیمت مغربی بجلیوں کی روشنی میں اوجھل نظر آتی ہے لیکن ہمیں یقین ہے کہ ایشیا یقیناً پھر اپنی خصوصیات کے ساتھ بیدار ہوگا اور جس طرح وہ پہلے یورپ کی راہنمائی کرتا رہا ہے اسی طرح پھر تمام دنیا کی راہنمائی کرے گا۔ کیونکہ اخلاقی اقدار مادہ سے کہیں زیادہ پائیدار اور جاندار ہیں اور ان کے بغیر کوئی قوم خواہ خلاؤں میں گھوم آئے زیادہ مدت زندہ نہیں رہ سکتی ایک نہ ایک دن اس کا خاتمہ لازمی ہے۔

خدا کے بندو خدا کے بغیر کیا ہوگا

ہوئے خلا میں اگر محوِ طیر۔ کیا ہوگا!
خدا کے بندو۔ خدا کے بغیر کیا ہوگا

وہ مسکرا کے ذرا چھین لیتے ہیں سب کچھ
یہی اگر ہے محبت تو بیر کیا ہوگا

تراش رہے ہیں ہزاروں خیال کے اصنام
یہی جو کعبۂ دل ہے تو دیر کیا ہوگا

جگا دے جوت کسی دل میں گر محبت کی
تو اس سے بڑھ کے کوئی کارِ خیر کیا ہوگا

اگر نگاہ نہیں ہے تری بہشت شناس
تو پھر بہشت میں بھی لطفِ سیر کیا ہوگا

جو بڑھ کے باپ سے دل میں نہیں ہے حبِّ خدا
جھکا جو پیشِ مسیح و عزیر کیا ہوگا

(تنویر)

احمدیت دنیا میں اسلامی تعلیم و تمدن کا صحیح نمونہ پیش کرنے کے لئے قائم کی گئی ہے

اپنے افعال و کردار کو اس مقصد کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرو

یہ عزم کر لو کہ ہم نے ساری دنیا کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لا ڈالنا ہے

خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع سنہ ۱۹۴۱ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا روح پرور خطاب

خدام الاحمدیہ کا تیسرا سالانہ اجتماع آج سے ۲۰ سال قبل ۶ فروری سنہ ۱۹۴۱ء کو قادیان کی مقدس سر زمین میں ہوا۔ ظہر کی نماز ہو چکی تو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز مسجد اقصےٰ میں تشریف لائے۔ جہاں خدام و اطفال اور انصار کی ایک بہت بڑی تعداد حضور کے ارشادات سے مستفیض ہونے کے لئے پروانہ وار جمع تھی۔ حضور نے اِس اجتماع میں خدام سے خطاب فرماتے ہوئے ایک نہایت دلچسپ اور ایمان افروز تقریر فرمائی۔ جو خدام کے لئے کئی قسم کی زریں ہدایات پر مشتمل تھی۔ یہ تقریر ابھی تک شائع نہیں ہو سکی تھی۔ اب صیغہ زود نویسی اس اہم تقریر کو جو تمام خدام کے لئے مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اپنی ذمہ واری پر شائع کر رہا ہے ؛

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:-

میرا دل تو آج چاہتا تھا کہ میں

بہت سی باتیں

اس اجلاس میں کہوں۔ لیکن اللہ تعالےٰ کی مشیت کے ماتحت پرسوں سے میری آواز بیٹھتی چلی جا رہی ہے۔ اور آج تو ایسی بیٹھی ہوئی ہے اور گلا ایسا ماؤف ہے کہ اگر میں زیادہ دیر تک تقریر کروں تو ممکن ہے گلے کو کوئی مستقل نقصان پہونچ جائے اور مجھے اس بات کا ذاتی تجربہ بھی ہے میری آواز پہلے بہت بلند ہوا کرتی تھی۔ ایسی بلند کہ بعض دوستوں نے بتایا کہ چھوٹی مسجد میں ہم نے آپ کی قرأت سنکر اور سمجھ کر مدرسہ احمدیہ میں نماز پڑھی ہے۔ یہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے زمانہ کی بات ہے۔ مگر ایک دفعہ میرا اسی طرح گلا بیٹھا ہوا تھا۔ کہ میں اپنے ایک عزیز کے ہاں گیا۔ اس نے کہا آپ قرآن بہت اچھا پڑھتے ہیں۔ میں گراموفون میں ریکارڈ بھروانا چاہتا ہوں۔ آپ کسی سورۃ کی تلاوت کر دیں۔ میں نے معذرت کی کہ

مجھے نزلہ و زکام ہے

اور گلا بیٹھا ہوا ہے۔ مگر انہوں نے اصرار کیا۔ اور کہا کہ میں تو آج اس غرض کے لئے تیار ہو کر بیٹھا ہوں۔ چنانچہ میں نے سورۂ فاتحہ یا کوئی اور سورۃ (جو مجھے اس وقت صحیح طور پر یاد نہیں رہی) ریکارڈ میں بھروا دی۔ اس کے بعد میری آواز جو بیٹھی ہوئی تھی وہ تو درست ہو گئی۔ مگر آواز کی بلندی میں قریباً ۲۵ فیصدی کی ہمیشہ کے لئے کمی آگئی۔ تو ایسی حالت میں زیادہ بولنا بہت دفعہ مضر ہوتا ہے۔ کھانسی کی حالت میں تو میں کافی تقریر کر لیا کرتا۔ اور اس کی میں چنداں پرواہ نہیں کیا کرتا۔ مگر گلے کی خراش اس سے مختلف چیز ہے۔

خدام الاحمدیہ کا یہ اجلاس

اس لحاظ سے پہلا اجلاس ہے کہ اس میں باہر سے بھی دوست تشریف لاتے ہیں گو میں نہیں کہہ سکتا کہ میں ان کے آنے کی وجہ سے پورے طور پر خوش ہوں۔ کیونکہ جہاں تک مجھے علم ہے۔ بہت کم دوست باہر سے آئے ہیں۔ اور خدام الاحمدیہ کی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے بھی آنے والوں کی تعداد بہت کم ہے۔ شائد کل تعداد کا چھٹا یا ساتواں یا آٹھواں یا نواں بلکہ دسواں حصہ آیا ہے۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ اس مجلس میں بیٹھنے والے اکثر دوست گورداسپور کے ضلع کے ہیں۔ اور ان میں سے بھی اکثر زمیندار ہیں جن کے لئے پیدل سفر کرنا کوئی مشکل نہیں ہوتا۔ ان کا اس جگہ آنا

زمینداروں کی تعلیم

کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ اور ان کی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے بے شک ایک قابل قدر قربانی ہے۔ مگر ان کے آنے کی وجہ سے اس مجلس کے افراد کی تعداد کا بڑھ جانا دوسرے شہروں کے خدام الاحمدیہ کے لئے کوئی خوشکن امر نہیں ہو سکتا۔

جہاں تک میں سمجھتا ہوں

اور ان رپورٹوں سے جو میرے پاس پہونچتی رہی ہیں اندازہ لگا سکتا ہوں۔ گورداسپور کو چھوڑ کر بیرونجات سے دو اڑھائی سو آدمی آیا ہے۔ اور یہ تعداد خدام الاحمدیہ کی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے بہت کم ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ابھی قریب میں ہی جلسہ سالانہ گزرا ہے۔ لیکن نوجوانوں کی ہمت اور ان کا ولولہ اور جوش ان باتوں کو نہیں دیکھا کرتا۔ یہ جلسہ تو ایک مہینہ کے بعد ہوا ہے۔ میں جانتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں

کئی نوجوان ایسے تھے جو لاہور سے ہر اتوار کو باقاعدہ قادیان پہنچ جایا کرتے تھے۔ مثلاً چوہدری فتح محمد صاحب ان دنوں کالج میں پڑھتے تھے۔ مگر ان کا آنا جانا اتنا باقاعدہ تھا کہ ایک اتوار کو وہ کسی وجہ سے نہ آسکے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ سے پوچھا۔ محمود۔ فتح محمد اس دفعہ نہیں آیا۔ گویا ان کا آنا جانا اتنا باقاعدہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ان کے ایک اتوار کے دن نہ آنے پر تعجب ہوا۔ اور مجھ سے دریافت فرمایا کہ وہ کیوں نہیں آئے۔ وہ بھی

کالج کے طالب علم

تھے۔ کالج میں پڑھتے تھے۔ اور ان کے لئے بھی کئی قسم کے کام تھے۔ پھر وہ فیل بھی نہیں ہونے تھے۔ کہ کوئی شخص کہہ دے وہ پڑھتے نہیں ہوں گے۔ پھر وہ کوئی ایسے مالدار بھی نہیں تھے۔ کہ ان کے متعلق یہ خیال کیا جا سکے۔ کہ انہیں اڑانے کے لئے کافی روپیہ ملتا ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں لاہور کے کالجوں کے جو سٹوڈنٹس یہاں آئے ہوئے ہیں یا نہیں آئے۔ ان میں سے نوے فیصدی وہ ہوتے ہیں۔ جن کو اس سے زیادہ گزارہ ملتا ہے۔ جتنا

چوہدری فتح محمد صاحب

کو ملا کرتا تھا۔ مگر وہ باقاعدہ ہر اتوار کو قادیان آیا کرتے تھے۔ اسی طرح اور بھی کئی طالب علم تھے جو قادیان آیا کرتے تھے۔ گو اتنی باقاعدگی سے نہیں آتے تھے۔ مگر بہر حال کثرت سے آتے تھے۔ اس وقت لاہور میں احمدی طالب علم دس بارہ تھے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ایک دو کو مستثنیٰ کرتے ہوئے باقی دس میں سے دو تین تو ایسے تھے کہ وہ ہفتہ وار یا قریباً ہفتہ وار قادیان آیا کرتے تھے۔ اور نصف تعداد ایسے طالبعلموں کی تھی۔ جو

مہینے میں ایک دفعہ یا دو دفعہ قادیان آتے تھے

اور باقی سال میں چار یا پانچ دفعہ قادیان آجاتے تھے۔ اور بعض دفعہ کوئی ایسا بھی نکل آتا۔ جو صرف جلسہ سالانہ پر آجاتا تھا۔ مگر اب صرف بیس پچیس فیصدی طالب علم ایسے ہوتے ہیں جو قادیان میں سال بھر میں ایک دفعہ آتے ہیں۔ یا ایک دفعہ بھی نہیں آتے۔ آخر یہ فرق اور امتیاز کیوں ہے۔ میں نے کہا ہی اگر تمہاری مالی حالت ان لڑکوں سے کمزور ہوتی جو اس وقت کالج میں پڑھتے تھے۔ تو میں سمجھتا کہ یہ مالی حالت کا نتیجہ ہے۔ اور اگر یہ بات ہوتی۔ کہ اب تمہیں

دین کے سیکھنے کی ضرورت

نہیں رہی۔ تمہارے لئے اس قدر اعلیٰ درجہ کے روحانی سامان لاہور اور امرتسر اور دوسرے شہروں میں موجود ہیں کہ تمہیں قادیان آنے کی ضرورت نہیں۔ تو پھر بھی میں سمجھتا کہ یہ بات کسی حد تک معقول ہے۔ لیکن اگر نہ تو یہ بات ہے کہ تمہاری مالی حالت ان سے خراب ہے۔ اور نہ یہ بات درست ہے۔ کہ باہر ایسے سامان موجود ہیں جن کی موجودگی میں تمہیں قادیان آنے کی ضرورت نہیں۔ اور پھر اس بات کو دیکھتے ہوئے کہ اب قادیان کا سفر بالکل آسان ہے۔ یہ بات میری سمجھ سے بالکل بالا ہے کہ کیوں ہماری جماعت کے نوجوانوں میں اس قسم کی غفلت پائی جاتی ہے۔ پہلے شام کی گاڑی سے ہمارے طالب علم بٹالہ میں اترتے اور گاڑی سے اتر کر راتوں رات پیدل چل کر قادیان پہنچ جاتے

یا آٹھ نو بجے صبح اترتے تو بارہ ایک بجے دوپہر کو قادیان پہنچ جاتے تھے۔ طالب علم ہونے کی وجہ سے بالعموم ان کے پاس اتنے کرائے نہیں ہوتے تھے کہ یکّہ یا تانگہ لے سکیں۔ ایسے بھی ہوتے تھے جو یکّوں میں آ جایا کرتے تھے۔ مگر ایسے طالب علم بھی تھے جو پیدل آتے اور پیدل جاتے تھے مگر اب ریل کی وجہ سے بہت کچھ سہولت ہو گئی ہے۔ ریل وقت بچا لیتی ہے ریل کوفت سے بچا لیتی ہے۔ اور ریل کا جو کرایہ آجکل بٹالہ سے قادیان کا ہے وہ اس کرایہ کے نصف کے قریب ہے جو اُن دنوں یکّہ والے وصول کیا کرتے تھے۔ اس زمانہ میں ڈیڑھ دو روپیہ میں یکّہ آیا کرتا تھا اور ایک یکّہ میں تین سواریاں ہوا کرتی تھیں گویا کم سے کم آٹھ آنے ایک آدمی کا صرف ایک طرف کا کرایہ ہوتا تھا مگر آجکل چھ سات آنے میں بٹالے کا آنا جانا ہو جاتا ہے۔ تو جو دقتیں مالی لحاظ سے پیش آسکتی تھیں۔ یا وقت کے لحاظ سے پیش آسکتی تھیں وہ کم ہو گئی ہیں اور جو ضرورتیں قادیان آنے سے متعلق تھیں وہ ویسی ہی قائم ہیں۔

پس میں اُن خدام کے توجہ نہ کرنے کی وجہ سے جو اس اجتماع میں نہیں آئے افسوس اور تعجب کا اظہار کرنا چاہتا ہوں اور انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ خدام الاحمدیہ کی غرض انہیں محسوس پیدا کرنا ہے کہ وہ احمدیت کے خادم ہیں۔ اور خادم وہی ہوتا ہے جو آقا کے قریب رہے جو خادم اپنے آقا کے قریب نہیں رہتا وقت کے لحاظ سے یا کام کے لحاظ سے وہ خادم نہیں کہلا سکتا۔ مگر جیسا کہ میں نے بتایا ہے باہر سے آنے والوں کی تعداد بہت کم ہے۔ اور اگر گورداسپور کے دیہات کے افراد نہ آجاتے اور قادیان کے لوگ بھی اس جلسہ میں شامل نہ ہو جاتے تو یہ جلسہ اپنی ذات میں ایک نہایت ہی چھوٹا سا جلسہ ہوتا اور ایسا ہی ہوتا جیسے مدرسہ احمدیہ یا ہائی سکول میں طالب علموں کے جلسے ہوتے ہیں بلکہ ان سے بھی چھوٹا۔ میں جماعت کے نوجوانوں کو

اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں

کہ سلسلہ احمدیہ کے سپرد ایسے کام کئے گئے ہیں جو دنیا میں عظیم الشان روحانی انقلاب پیدا کرنے والے ہیں۔ موجودہ دنیا کی کایا پلٹنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا ہے۔ دنیا کی تہذیب اور دنیا کے تمدن کی وہ عمارت جو تمہیں اس وقت دکھائی دے رہی ہے اس کی صفائی کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں بھیجے گئے اس کی لپائی کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں بھیجے گئے۔ اس کے پوچنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہیں بھیجے گئے۔ اس پر رنگ اور روغن کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہیں بھیجے گئے۔ اس کا پلستر بدلنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں بھیجے گئے۔ اس کی چھت پر مٹی ڈالنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہیں بھیجے گئے۔ اس کی کانسوں کو درست کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں بھیجے گئے۔ اس کے ٹوٹے ہوئے فرش کو بدلنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں بھیجے گئے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے بھیجا ہے کہ اپنی زندگیوں میں اسلامی تعلیم کا کامل نمونہ پیش کر کے توڑ دو اس تہذیب اور تمدن کی عمارت کو جو اس وقت دنیا میں اسلام کے خلاف کھڑی ہے۔ ٹکڑے ٹکڑے کر دو اس قلعہ کو جو شیطان نے اس ہوا بنا لیا ہے۔ اسے زمین کے ساتھ لگا دو بلکہ اس کی بنیادیں تک اکھیڑ کر پھینک دو اور اس کی جگہ وہ عمارت کھڑی کرو جس کا نقشہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو دیا ہے۔ یہ کام ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا اور اس کام کی اہمیت بیان کرنے کے لئے کسی لمبی چوڑی تقریر کی ضرورت نہیں۔ ہر انسان سمجھ سکتا ہے کہ دنیا کے جس گوشہ میں ہم جائیں۔ دنیا کی جس گلی میں سے ہم گذریں۔ دنیا کے جس گاؤں میں ہم اپنا قدم رکھیں وہاں ہمیں جو کچھ اسلام کے خلاف نظر آتا ہے وہیں نیک نمونہ سے اسے مٹا کر اس کی جگہ ایک ایسی عمارت بنانا جو قرآن کریم کے بتائے ہوئے نقشہ کے مطابق ہو ہمارا کام ہے۔ پس تم سمجھ سکتے ہو کہ تمہارا چلن اور تمہارا طور اور تمہارا طریق اُسی وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منشاء کو پورا کرنے والا ہو سکتا ہے

اسی وقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منشاء کو پورا کرنے والا ہو سکتا ہے۔ اُسی وقت زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے خدا کے منشاء کو پورا کرنے والا ہو سکتا ہے جبکہ تم دنیا میں ایک خدا نما وجود بنو اور اسلام کی اشاعت کے لئے کفر کی ہر طاقت سے ٹکّر لینے کے لئے تیار رہو۔ یہ نہیں کہ دنیا تم کو اپنا سمجھتی ہو اور تم اس کو اپنا سمجھتے ہو بے شک انسان بحیثیت انسان ہونے کے تمہارا محبوب ہونا چاہئے۔ کیونکہ اس کی اصلاح کے لئے تمہیں کھڑا کیا گیا ہے۔ لیکن جہاں انسان بحیثیت انسان ہونے کے تمہارا محبوب ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اُسی کی درستی اور اصلاح کے لئے تم کھڑے کئے گئے ہو وہاں اُس کے خلاف اسلام کردار سے تمہارا کوئی تعلق نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ تم اس کے پیچھے چلنے کے لئے نہیں اُسے اپنے پیچھے چلانے کے لئے کھڑے کئے گئے ہو۔ اگر تم ایسا نہیں کرتے۔ اگر تم اُس کی ہاں میں ہاں ملا دیتے ہو۔ اگر تم اُس کے ناجائز افعال کی اصلاح سے غافل رہتے ہو۔ تو اس کے معنے یہ ہیں کہ تمہارے اندر منافقت کی رگ پائی جاتی ہے۔ اور تم اپنے فرائض کی بجا آوری سے غافل ہو۔ (باقی)

"آج کا کام کل پر مت چھوڑیں"

دنیوی کامیابی اور حسن کارکردگی کے لئے یہ مقولہ "آج کا کام کل پر مت چھوڑو" ایک زرّیں اصول کی حیثیت رکھتا ہے۔ دینی امور میں بھی اس کی اہمیت و افادیت یقیناً ویسی ہی ہے۔ لہٰذا آپ نے جو چندہ "وقفِ جدید" میں کر رکھا ہے اسے کل کے لئے اٹھا نہ رکھیں۔ بلکہ آج ہی ادا فرما کر اپنی فرض شناسی کا ثبوت دیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔

وصیت کرنیوالے احباب کے لئے ضروری اعلان

وصایا شرعی اور قانونی پہلو سے مکمل ہونی چاہئیں!

نئی وصایا جو تحریر ہو کر دفتر میں موصول ہو رہی ہیں ان میں سے اکثر ان مسودات میں سے کسی ایک کے بھی مطابق نہیں ہوتیں جو اخبار الفضل مجریہ ۲۱ جولائی و ۱۲ اگست ۱۹۶۰ء میں نیز رسالہ الوصیت (شائع کردہ نظارت بہشتی مقبرہ جولائی ۱۹۶۰ء) کے آخر میں (صفحات ل۔م۔ن پر) بطور نمونہ شائع کر دئیے گئے ہیں۔ اس لئے ایسی غلط اور نامکمل وصایا کو نہ تو اخبار میں شائع کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی ان کی منظوری یا کسی اور کارروائی کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ جب تک کہ ان وصایا کا مضمون لفظاً اور معناً مذکورۃ الصدر مسودات میں سے کسی ایک کے مطابق نہ ہو جائے۔ جو موصی کے مناسب حال ہو۔

پس وصیت کرنے والے اور وصیت لکھنے والے احباب کی خدمت میں درخواست اور تاکید ہے کہ وصیت لکھتے یا لکھواتے وقت رسالہ الوصیت (شائع کردہ نظارت بہشتی مقبرہ جولائی ۱۹۶۰ء کے آخری صفحات ل۔م۔ن) کو خود پڑھ لیا کریں۔ اور اگر یہ رسالہ نہ ملے تو اخبار الفضل مجریہ ۲۱ جولائی و ۱۲ اگست ۱۹۶۰ء پر درج شدہ مسودات کو دیکھ لیا کریں۔ اور جو مسودہ موصی کے مناسب حال ہو اس مسودہ کو وصیت کے لکھنے میں مدنظر رکھیں اور حتی الامکان اس کا لفظاً اور معناً تتبع کریں۔ خواہ وصیت مرد کی ہو یا عورت کی۔ تا کہ شرعی اور قانونی دونوں لحاظ سے وصیت مکمل ہو جائے۔ ورنہ دفتر مجبور ہوگا کہ وصیت بغیر کسی کارروائی کے واپس کر دے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

درخواستہائے دعا

(۱) میرا لڑکا بوجہ کمائی چھت پر سے گر پڑا تھا۔ ریڑھ کی ہڈی کھسکنے والی ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین (مطیع الرحمٰن)

(۲) میرا لڑکا عبدالحکیم خان پٹواری مال عرصہ ۱½ ماہ سے خرابی جگر و کمزوری دل کی وجہ سے بیمار چلا آرہا ہے۔ احباب عزیز کی صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں

(عبدالحمید خان صحابی کا کھ گڑھی چک نمبر $\frac{2}{T.D.A}$ تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا)

(۳) میری بڑی لڑکی (راجیہ عبدالوحید خان صاحب کوئٹہ) بہت بیمار ہے اور ہسپتال میں داخل ہے اس کی صحت کاملہ کیلئے احباب سے درخواست دعا ہے (میاں محمد یعقوب انسپکٹر وقف جدید ربوہ)

الاخبار و الآراء

١١١

* ایک ڈاڑھی والے انگریز کا قابلِ رشک نمونہ * لفظ "مسلم" اور دو معنوں میں اس کا استعمال
* موسیقی کے متعلق خیر القرون کا مسلک * ملاوٹ اور نفع اندوزی کے ہولناک نتائج

ایک قابلِ رشک انگریز

آج کل جنوبی امریکہ کے علاقے برٹش گی آنا کے اخبارات میں ایک ڈاڑھی والے بظاہر غیر معروف انگریز کا ذکر کثرت سے آرہا ہے جو ڈیڑھ دو ماہ کا عرصہ ہوا ٹرینیڈاڈ سے وہاں پہنچا ہے۔ دنیا کے قریباً ہر ملک میں دوسرے ملکوں کے لوگ اکثر آتے ہی رہتے ہیں۔ پھر اس غیر معروف انگریز کے وہاں پہنچنے میں ایسی کیا بات ہے کہ وہ عوام کی توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے اور اخبارات اس کے متعلق جلی عنوانات کے تحت خبریں شائع کر رہے ہیں؟

دراصل ان لوگوں کے لئے حیران کن بات یہ ہے کہ یہ نووارد انگریز محض ایک سیاح نہیں ہے بلکہ وہاں وہ ایک ایسی جدوجہد میں مصروف ہے کہ جس کی بالعموم ایک انگریز سے توقع نہیں کی جاسکتی۔ وہ جدوجہد کیا ہے اور وہ کونسی سرگرمیاں ہیں جن میں وہ مصروف ہے؟ وہ جدوجہد اور وہ سرگرمیاں بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ وہ جہاں بھی جاتا ہے انجیل کی بجائے قرآن ہاتھ میں لے کر لوگوں کو اسلام قبول کرنے اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اسلام ہی دینِ فطرت ہے اسے قبول کئے اور اس پر عمل پیرا ہوئے بغیر دنیا اپنی موجودہ مشکلات سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتی۔ چنانچہ وہاں کا ایک انگریزی اخبار "دگی آنا گرافک" اپنی ایک اشاعت میں "ایک انگریز نومسلم کی آمد اور اس کی سرگرمیاں" کے نہایت نمایاں اور جلی عنوان کے تحت اس ڈاڑھی والے انگریز کی آمد کا مقصد بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہے:۔

"اس کی آمد کا مقصد مسلمانوں کو دینِ حنیف کا سچا پیرو بنا کر اور غیر مسلموں کو اسلام میں داخل کر کے اس ملک میں تبلیغِ اسلام کے کام کو آگے بڑھانا ہے۔ وہ قریباً دو سال تک یہاں قیام کرے گا۔"

(دگی آنا گرافک ۹ر جولائی ۱۹۶۰ء)

یہ دردمند انگریز نومسلم کون ہے؟ اور اس عام دورِ بے عملی میں اس کے اندر خدمتِ اسلام کا یہ بے پناہ جوش کیسے پیدا ہو گیا کہ وہ اپنے وطن کو خیر باد کہہ کر جنوبی امریکہ کے دور دراز علاقوں میں خدمتِ اسلام کا فریضہ ادا کر رہا ہے؟ اور خدمت بھی وہ خدمت جس سے خود آج اسلامی دنیا میں بسنے والوں کی بہت بڑی اکثریت خود اپنے اعتراف کے مطابق محروم ہے!۔ اخبار مذکور نے اس بات کو پردۂ راز میں نہیں رکھا بلکہ صاف ظاہر کر دیا ہے کہ یہ اور کوئی نہیں، دنیا بھر میں تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا کرنے والی ایک ہی جماعت یعنی جماعتِ احمدیہ کے برطانوی نژاد مبلغِ اسلام مکرم بشیر احمدؐ آرچرڈ ہیں۔ جو حال ہی میں ٹرینیڈاڈ سے تبدیل ہو کر تبلیغِ اسلام کی غرض سے برٹش گی آنا پہنچے ہیں۔ چنانچہ اخبار مذکور آگے چل کر ان کا تعارف کراتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"مولوی بشیر احمد آرچرڈ ایک خاص فرقے سے تعلق رکھتے ہیں جو **جماعت احمدیہ** کے نام سے موسوم ہے۔ وہ برٹش گی آنا میں وارد ہونے کے بعد Berbice میں متعدد اجتماعات سے خطاب کر چکے ہیں۔ اب وہ (مورخہ ۱۰ر جولائی) اتوار کے روز جارج ٹاؤن کے ٹاؤن ہال میں ساڑھے سات بجے شام اسلام پر لیکچر دیں گے۔ ان کے لیکچر کا موضوع ہے "اسلام ہی دینِ کامل ہے"۔

"مولوی آرچرڈ خود ایک نومسلم ہیں انہوں نے گذشتہ جنگِ عظیم کے دوران ہندوستان میں فوجی خدمات بجا لاتے ہوئے اسلام قبول کیا تھا۔ وہ انگلستان میں Torquay کے مقام پر آج سے ۴۱ سال قبل اپنے انگریز والدین کے گھر پیدا ہوئے تھے ان کا انگریزی نام جیمز برائن (James Bryan) تھا اور وہ اینگلیکن چرچ سے تعلق رکھتے تھے۔

"یہ برطانوی نژاد مبلغِ اسلام جن کا چہرہ ڈاڑھی سے مزین ہے۔ تین ہفتہ قبل اپنی اہلیہ اور دو بچوں عابدہ رینی اور ناصر کے ہمراہ یہاں پہنچے ہیں۔ یہاں آنے سے پہلے وہ دو سال تک ٹرینیڈاڈ میں تبلیغِ اسلام کا فریضہ ادا کرتے رہے ہیں۔" (دگی آنا گرافک ۹ر جولائی ۱۹۶۰ء)

۱۰ر جولائی کو جب جارج ٹاؤن کے ٹاؤن ہال میں اسلام پر جناب بشیر احمد صاحب آرچرڈ کا لیکچر ہوا تو وہاں کے اخباروں نے ان کے اس لیکچر کو بڑی اہمیت دی اور اسے نمایاں طور پر شائع کیا۔ وہاں کے اخبار Sunday Argosy نے اپنے ایک شمارے میں ان کے لیکچر کے تفصیلی خلاصہ کو جگہ دی جو کئی کالموں پر مشتمل تھا اور جس میں اسلامی تعلیمات کو واضح کرنے کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ اور سیرتِ مقدسہ پر نہایت عمدہ پیرائے میں روشنی ڈالی گئی تھی۔ اخبار نے لیکچر کا خلاصہ درج کرتے ہوئے حسب ذیل تمہیدی الفاظ سے اس کا آغاز کیا:۔

"پاکستان کے شہر ربوہ سے آئے ہوئے احمدی مبلغِ اسلام مولوی بشیر احمد آرچرڈ نے جو نکولے اسٹریٹ، نیو ایمسٹرڈم بربائس میں رہائش پذیر ہیں ۱۰ر جولائی کو جارج ٹاؤن کے ٹاؤن ہال میں ایک بہت بڑے مجمع سے خطاب کیا۔ ہال سامعین سے قریباً پوری طرح بھرا ہوا تھا۔ ان کے لیکچر کا موضوع تھا "خدا تعالیٰ کا دینِ برحق۔ اسلام"۔ لیکچر کا اکثر حصہ انہی خطوط اور جہات پر مشتمل تھا جن پر بیشتر شارحینِ اسلام کا اتفاق ہے۔ سامعین نے لیکچر کے دوران تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد چھ مرتبہ نعرہ ہائے تحسین بلند کر کے پسندیدگی کا اظہار کیا۔

"سورۂ فاتحہ کی تلاوت (جو مسٹر بی۔ ایچ چاندنے کی) اور صاحبِ صدر کی طرف سے مختصر تعارف کے بعد مولوی آرچرڈ نے نہایت پُر اثر زبان میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا ذکر کیا اور بتایا کہ آپ کی بعثت خود اپنی ذات میں ایک بہت بڑا معجزہ ہے کیونکہ آپ کی بعثت کسی خاص قوم یا ملک کے لئے نہیں تھی بلکہ آپ بیک وقت تمام بنی نوعِ انسان کی طرف نبی بنا کر مبعوث کئے گئے تھے"۔

(سنڈے آرگوسی ۱۷ر جولائی ۱۹۶۰ء)

کیا عظیم الشان انقلاب ہے کہ آج خود اُس قوم میں سے جس کے نزدیک دن رات اسلام اور ہادیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کو فیشن کا درجہ حاصل تھا سعید روحیں ایک ایک کر کے اسلام کی آغوش میں آرہی ہیں یہ سعید روحیں نہ صرف رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کو ایک سعادتِ عظمیٰ تصور کرتی ہیں بلکہ آپ کے لائے ہوئے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے میں وہ نمونہ پیش کر رہی ہیں کہ جو خود پیدائشی طور پر اسلام کی طرف منسوب ہونے والوں کے لئے قابلِ رشک ہے۔ اس میں کیا شک ہے اور کون اس سے انکار کر سکتا ہے۔ کہ یہ کارنامہ خدائی وعدوں کے عین مطابق جماعتِ احمدیہ کی مجاہدانہ کوششوں کے نتیجے میں ہی سرانجام پا رہا ہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔

لفظ "مسلم" کے معنی

ایک دینی ماہنامہ کے فاضل مدیر نے اپنے ایک مضمون میں اس امر کی وضاحت کی ہے کہ لفظ مسلم قرآن اور حدیث کی رو سے دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ ایک خالصتہً دینی نقطۂ نگاہ سے اور ایک سیاسی (یعنی قومی اور ملکی) نقطۂ نگاہ سے۔ اول الذکر معنوں کی رُو سے یعنی عند اللہ اس لقب کا حقدار بننے کے لئے اصلی اور حقیقی اسلام کی کامل اور پوری پوری اتباع ضروری ہے اور موخر الذکر معنوں کے اعتبار سے ظاہر میں صرف چند علامتوں کا پایا جانا ہی کافی ہے اور خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان علامتوں کو معین طور پر بیان کر دیا ہے۔ جن لوگوں میں بظاہر وہ چند علامتیں پائی جاتی ہوں قومی اور ملکی نقطۂ نگاہ سے وہ سب مسلم ہی شمار ہوں گے اور اس لحاظ سے ان میں حقوق اور فرائض کے لحاظ سے کسی قسم کی تفریق جائز نہ ہوگی۔ چنانچہ فاضل مدیر لکھتے ہیں:۔

"مسلم کا لفظ قرآن اور حدیث میں دو معنوں میں استعمال ہوا ہے ایک خدا اور رسول کے کامل فرمانبردار کے معنوں میں دوسرے ایک اسلامی ریاست کے شہری کے لئے عام اس سے (یعنی قطع نظر اس سے ناقل) کہ وہ ظاہر میں اسلام کو مانتا ہے یا دل سے بھی اس کو مانتا ہے۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ہمارے طریقے پر نماز پڑھی، ہمارے قبلے کی طرف رخ کیا اور ہمارا ذبیحہ کھایا تو وہ مسلم (اسلامی ریاست کا شہری) ہے جس کے لئے اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ قائم ہو چکا ہے سو اللہ کے ساتھ اس کی دی ہوئی ضمانت میں دغابازی نہ کرو"۔ (بخاری باب فضل استقبال القبلہ)

"میمون بن یسار نے انس بن مالک سے پوچھا کہ اے ابو حمزہ آدمی کے جان و مال کو کیا چیز محترم بناتی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ جو شخص لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دے، ہمارے قبلے کی طرف رخ کرے، ہمارے طریقے پر نماز پڑھے۔ اور ہمارا ذبیحہ کھائے۔ تو وہ مسلم (اسلامی ریاست کا شہری) ہے۔ اس کو مسلمانوں کے حقوق حاصل ہونگے اور اس پر مسلمانوں کی سی ذمہ داریاں ہونگی"۔

(بخاری باب مذکور)

[ماہنامہ میثاق لاہور بابت اگست ۱۹۶۰ء صفحہ ۳۳]

فاضل مدیر نے اس عبارت میں جس اہم امر کی طرف توجہ دلائی ہے اگر اس پر کما حقہٗ عمل کیا جائے تو قومی اور ملکی سطح پر کہیں اور کسی لحاظ سے بھی تفرقہ کا سوال پیدا نہیں ہوتا اور وہ اہم امر یہ ہے کہ قومی اور ملکی سطح پر ہر وہ شخص مسلمان کہلانے کا حقدار ہے جس میں بظاہر وہ معین علامتیں پائی جاتی ہوں جو لفظ مسلم کے موخر الذکر

معنی کے تحت احادیث نبویؐ کے حوالے سے بیان کی گئی ہیں۔ ظاہر ہے قومی اتحاد و یگانگت کے پیش نظر اس بنیادی اصل پر عمل پیرا ہونا لازمی و ضروری ہے

خیر القرون کا مسلک

بعض حامیان موسیقی جن کا شمار اتفاق سے صاحبانِ علم میں ہوتا ہے۔ آجکل اس مفروضے کے ثبوت میں کہ گانے بجانے کا مشغلہ اختیار کرنا از روئے اسلام جائز ہے دُور کی کوڑی لانے میں بہت چابک دستی کا ثبوت دے رہے ہیں ان کے جواب میں ایک دینی معاصر نے "معازف و مزامیر کا شرعی حکم" کے زیر عنوان ایک طویل مقالہ شائع کیا ہے۔ جس میں موسیقی کی حرمت ثابت کرتے ہوئے قرآن مجید اور احادیث نبویؐ کی روشنی میں بہت سے دلائل دینے کے علاوہ اس بارے میں امام ابن تیمیہؒ کی ایک تحریر بھی پیش کی ہے اس میں امام موصوف فرماتے ہیں۔

"تالیاں پیٹنا، گانا۔ ڈھول بجانا۔ بانسریاں بجانا، ایسی مجلسوں میں شریک ہونا اور اسے عبادت اور دین سمجھنا۔ اسلام سے نہیں ہے۔ نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دی ہے نہ آپ کے خلفاءؓ نے اسے روا رکھا نہ مسلمانوں کے کسی امام نے اسے مستحسن قرار دیا ہے۔ دین داروں میں سے کسی نے بھی کبھی یہ فعل نہیں کیا نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں، نہ صحابہؓ کے زمانہ میں، نہ تابعین کے زمانہ میں، نہ تبع تابعین کے زمانہ میں۔ بلکہ خیر القرون میں کوئی مسلمان بھی اس قسم کے سماع میں کبھی شریک نہیں ہوا نہ حجاز میں، نہ شام میں، نہ یمن میں، نہ عراق میں، نہ خراسان میں، نہ مغرب میں، نہ مصر میں، بلکہ یہ چیز سرے سے موجود ہی نہ تھی۔ تیسرے قرن میں یہ ایجاد کی گئی اسی لئے امام شافعیؒ نے اس کی نسبت فرمایا — بغداد میں میں ایسی چیز چھوڑ آیا ہوں۔ جسے زندیقوں نے ایجاد کیا ہے۔" (رسالہ وجد و سماع صلا — بحوالہ ماہنامہ میثاق لاہور بابت جولائی ۱۹۶۹ء)

حامیانِ موسیقی آزاد ہیں جو چاہیں کہیں اور کریں۔ بہرحال امام ابن تیمیہؒ کے اس ارشاد کی موجودگی میں ان کا طرز عمل خیر القرون کے مسلک کے مطابق قرار نہیں پا سکتا اور جو عمل خیر القرون کے مسلک کے مطابق نہ ہو اس کے درست یا نادرست ہونے کا فیصلہ چنداں مشکل نہیں ہے۔

ملاوٹ اور نفع اندوزی

مشہور انگریزی رسالہ ریڈرز ڈائجسٹ نے اپنے ایک شمارے میں اس امر کی طرف توجہ دلانے کی غرض سے کہ اشیائے خوردنی میں ملاوٹ اور نفع اندوزی کیسے ہولناک نتائج پر منتج ہو سکتی ہے آج سے ایک سال قبل کے ایک واقعہ کی عبرت انگیز تفصیلات شائع کی ہیں جن کا خلاصہ اپنے الفاظ میں درج ذیل ہے:۔

ستمبر ۱۹۵۹ء کے دوران مراکش میں یکایک ایسی ہوا چلی کہ بچے بوڑھے اور جوان کیا مرد اور کیا عورت سب ہی یکے بعد دیگرے ایک عجیب و غریب مرض میں مبتلا ہونے لگے یہ وبا کچھ اس رفتار سے پھیلی کہ زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ اس میں مبتلا ہونیوالوں کی تعداد دس ہزار تک پہنچ گئی۔ ابتداً جسم میں درد سا محسوس ہوتا۔ کچھ دن کے بعد پاؤں کے اعصاب میں کمزوری آجاتی، مزید کچھ دن اور گزرنے پر انگلیوں کی حرکت سست پڑنی شروع ہو جاتی اس کے بعد یکدم پورا جسم سُن ہو کر رہ جاتا۔

اس بیماری کا سب سے عجیب پہلو یہ تھا کہ اس میں مبتلا ہونے والوں میں اکثر و بیشتر مسلمان ہی تھے حتیٰ کہ ملک میں آباد دو لاکھ یہودیوں میں سے کوئی ایک فرد بھی ایسا نہ تھا جو اس بیماری سے متاثر ہوا ہو۔ اس پر مزید یہ کہ مردوں کی نسبت عورتیں اس میں زیادہ مبتلا ہوئیں۔ علاوہ ازیں امرا اور انتہائی غریب لوگ بالکل محفوظ رہے بیماری نے زیادہ تر متوسط طبقے کے لوگوں پر ہی اثر کیا۔ یہ امر ڈاکٹروں کے لئے انتہائی تعجب کا باعث تھا کہ یہ مرض مذہبی۔ جنسی اور اقتصادی تفریق کا قائل ہے۔ یہ بات عرصہ تک طبی ماہرین کے لئے معمہ بنی رہی کہ اس بیماری کا سبب کیا ہے اور اس کے پھیلنے میں اس سہ جہتی تفریق کا لحاظ کیوں نمایاں ہے

عالمی ادارۂ صحت نے طبی ماہرین کی ایک جماعت مراکش بھیجی تاکہ وہ بیماری کا سبب معلوم کرکے اس پر قابو پانے میں حکومتِ مراکش کی مدد کر سکے بالآخر کافی تگ و دو کے بعد ایک فرانسیسی ڈاکٹر نے اس راز پر سے پردہ اٹھایا اور یہ عقدہ حل ہوا کہ مسلمان ہی کیوں اس بیماری کا شکار ہوتے ہیں، مردوں کے مقابلے میں عورتوں پر کیوں یہ زیادہ اثر انداز ہوتی ہے اور مرفہ الحال اور انتہائی نادار طبقے کیوں اس سے محفوظ ہیں اس کی تحقیق کے بموجب اشیائے خوردنی میں ملاوٹ ان تمام باتوں کی ذمہ دار تھی۔

اس ملاوٹ کی داستان بہت طویل ہے۔ دراصل مارچ ۱۹۵۹ء میں کاسابلانکا کے قریب امریکی ہوائی اڈہ کا فالتو سامان فروخت کیا گیا تھا۔ اس سامان میں ایک بہت بڑی مقدار موٹر آئل کی بھی تھی جس میں — Tri Trior thocresyl phosphate نامی کیمیائی مرکب ملا ہوا تھا اور یہ مشین گنیں صاف کرنے کے کام آتا تھا یہ کیمیائی مرکب اعصاب کے حق میں زہر کا حکم رکھتا ہے۔ کاسابلانکا کے ایک بہت بڑے تاجر نے موٹر آئل کی تمام مقدار خرید لی۔ ہرچند کہ اس کے ہر پیپے پر "موٹر آئل" کا لیبل لگا ہوا تھا۔ اس نے یہ سارا موٹر آئل کھانا پکانے کا تیل تیار کرنے والے کارخانوں کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ انہوں نے اسے خریدا ہی جب اس کے لئے تھا۔ اس طرح ان کارخانوں میں تیار ہونے والے کھانے کے تیل میں اس خاص قسم کے "موٹر آئل" کی آمیزش کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ چند ماہ بعد جب یہ اَن دیکھا تیل عام فروخت کے لئے مارکیٹ میں آیا۔ اور لوگوں نے اسے استعمال کیا تو یکے بعد دیگرے وہ عجیب و غریب مرض میں مبتلا ہوتے چلے گئے۔

اس تمام واقعہ کا سب سے زیادہ بھیانک پہلو یہ ہے کہ حکومت نے جب کھانے کے اس تیل کی فروخت شہروں میں ممنوع قرار دیدی تو ان تاجروں نے جنہیں روپیہ کمانے کے لالچ نے اندھا کر رکھا تھا۔ چوری چھپے یہ تیل ان دیہی علاقوں میں منتقل کر دیا۔ جہاں حکومت کا انتباہ ابھی نہیں پہنچا تھا نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں بھی لوگ سینکڑوں کی تعداد میں اس مرض میں مبتلا ہو گئے" آخر کار شاہ مراکش سلطان محمد خامس نے ایسے تاجروں کو تختۂ دار پر لٹکانے کا حکم صادر کیا تب کہیں جا کر اس کی فروخت کا سلسلہ بند ہوا۔ پولیس نے چھاپے مار مار کر ۸۰۰ ٹن تیل پر قبضہ کیا۔ ۲۷ تاجر پکڑے گئے ان میں سے بعض کو پھانسی کی اور بعض کو عمر قید کی سزا ملی

اب رہا یہ معمہ کہ خاص خاص مذہب جنس اور طبقوں کے لوگوں ہی کو یہ بیماری کیوں ہوئی۔ سو اس کی وجہ یہ تھی کہ یہودی مالدار قوم ہے وہ تیل استعمال ہی نہیں کرتی۔ اسی طرح دوسرے مرفہ الحال لوگ بھی بالعموم گھی یا مکھن ہی استعمال کرتے ہیں۔ رہے انتہائی نادار طبقے کے لوگ سو ان میں اتنی استطاعت ہی نہ تھی کہ وہ بیچارے تیل بھی خرید سکتے۔ اس لئے یہ لوگ بالکل محفوظ رہے مردوں کے مقابلے میں عورتوں کے بیمار ہونے کی وجہ یہ تھی کہ وہاں مرد بالعموم گھروں میں کھانا کھانے کی بجائے ہوٹلوں میں کھانا کھانے کے عادی ہیں۔

وہ دس ہزار لوگ جو اس مرض میں مبتلا ہوئے ابتداء میں بظاہر ان کے صحت یاب ہونے کی کوئی امید نہ تھی لیکن عالمی ادارۂ صحت کے طبی ماہرین نے جدید ریسرچ سے استفادہ کرتے ہوئے ان میں سے بہت سوں کو اس قابل بنا دیا ہے کہ وہ حوائج ضروریہ خود پوری کر سکیں۔ لیکن ابھی بہت ہیں جو چلنے پھرنے سے معذور اور حکومت کے لئے بوجھ بنے ہوئے ہیں۔ تاہم عالمی ادارۂ صحت اور ریڈ کراس اور ہلال احمر کی طبی جماعتیں انہیں صحت یاب بنانے کی جدوجہد میں برابر مصروف ہیں۔ اندازہ ہے کہ ابھی کئی سال تک اس جدوجہد کا سلسلہ جاری رہے گا۔ (تلخیص و ترجمہ ریڈرز ڈائجسٹ بابت جولائی ۱۹۶۹ء)

سینکڑوں گھر اجڑ گئے، ہزاروں انسان جن میں مرد عورتیں اور بچے سب ہی شامل ہیں اپاہج ہو گئے اور اب وہ دس بیس سال تک قوم و ملک کے لئے بوجھ بنے رہنے پر مجبور ہیں یہ اندوہناک صورتِ حال کیوں پیدا ہوئی؟ ناجائز نفع اندوزی کی لعنت کی وجہ سے، اشیائے خوردنی میں ملاوٹ کے بھیانک جرم کی بناء پر اور نفس پرستوں کی کبھی نہ بجھنے والی حرص و آز کی بدولت!!

انا للہ وانا الیہ راجعون

تعمیر مساجد ممالک بیرون میں حصہ لینے والے دوستوں کے لئے ضروری اعلان

دوستوں کی آگاہی کے لئے وضاحت کی جاتی ہے کہ مساجد ممالک بیرون کے لئے کم از کم ۱۵۰/- روپیہ والی تحریک میں حصہ لینے پر صرف ایک ہی نام متعلقہ مسجد میں دعا کے لئے کندہ کروایا جائے گا۔ بعض دوست دو دو۔ تین تین نام لکھوانے کی خواہش ظاہر فرماتے ہیں۔ جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے خلاف ہے۔ جن دوستوں نے ایک سے زائد نام لکھنے کی تاکید فرمائی ہوئی ہے انہیں چاہیئے کہ یا تو ۱۵۰/- روپیہ فی کس کے حساب سے چندہ ادا فرمائیں یا وہ ایک نام معین فرما دیں جو مسجد میں لکھوانا مقصود ہو۔

مساجد میں نام کندہ کروانے کا کام انشاء اللہ جلد ہی شروع کیا جانے والا ہے۔ متعلقہ احباب کرام فوری توجہ فرما دیں۔ (وکیل المال تحریک جدید۔ ربوہ)

اعلان

عوام کی اطلاع کے لئے مشتہر ہے کہ یکم اکتوبر ۱۹۶۰ء سے لاہور ڈویژن میں چلنے والی ریل کاروں کے اوقات درج ذیل ہوں گے :-

لاہور۔جلو سیکشن :-

اسٹیشن • ایل جے ۲۴ ڈاؤن • ایل جے ۲۲ ڈاؤن • ایل جے ۲۰ ڈاؤن • ایل جے ۱۸ ڈاؤن • ایل جے ۱۶ ڈاؤن • ایل جے ۱۴ ڈاؤن • ایل جے ۱۲ ڈاؤن • ایل جے ۱۰ ڈاؤن • ایل ڈبلیو ۸ ڈاؤن • ایل جے ۶ ڈاؤن • ایل جے ۴ ڈاؤن • ایل جے ۲ ڈاؤن

آمد — روانگی (ہر ریل کار کے لئے)

اسٹیشن	اوقات (دائیں سے بائیں)
لاہور	- ، ۵/۴۰ ، ۶/۵۰ ، ۷/۳۰ ، ۸/۵۵ ، ۱۱/۵ ، ۱۳/- ، ۱۴/۲۵ ، ۱۵/۱۵ ، ۱۶/۴۵ ، ۱۸/۳۰ ، ۱۹/۴۵ ، ۲۰/۱۵
جلو	۷/۱۰ ، ۷/۲۰ ، ۸/- ، ۹/۲۱ ، ۹/۲۳ ، ۱۱/۴۱ ، ۱۳/۴۶ ، ۱۳/۵۵ ، ۱۵/۴۱ ، ۱۵/۴۳ ، ۱۶/۱۱ ، ۱۶/۵۶ ، ۱۹/۱۲ ، ۲۰/۴۲
واہگہ	۹/۳۱ ، ۱۵/۵۱

جلو۔لاہور سیکشن :-

اسٹیشن • جے ایل ۱ اپ • جے ایل ۳ اپ • جے ایل ۵ اپ • ڈبلیو ایل ۷ اپ • جے ایل ۹ اپ • جے ایل ۱۱ اپ • جے ایل ۱۳ اپ • ڈبلیو ایل ۱۵ اپ • جے ایل ۱۷ اپ • جے ایل ۱۹ اپ • جے ایل ۲۱ اپ • جے ایل ۲۳ اپ

آمد — روانگی (ہر ریل کار کے لئے)

اسٹیشن	اوقات (دائیں سے بائیں)
واہگہ	۹/۲۶ ، ۱۵/۵۶
جلو	۶/۲۵ ، ۷/۳۰ ، ۸/۱۰ ، ۹/۴۴ ، ۹/۴۷ ، ۱۱/۴۰ ، ۱۳/۳۱ ، ۱۵/۵ ، ۱۶/۴ ، ۱۶/۶ ، ۱۴/۲۰ ، ۱۸/۵ ، ۱۹/۲۰ ، ۲۰/۵۰
لاہور	۷/- ، ۸/۵ ، ۸/۴۵ ، ۱۰/۲۰ ، ۱۲/۱۰ ، ۱۳/- ، ۱۵/۲۰ ، ۱۶/۳۵ ، ۱۴/۵۵ ، ۱۸/۳۶ ، ۱۹/۵۰ ، ۲۱/۲۰

لاہور لائل پور سیکشن :-

آر سی ۱۱ اپ (آمد — روانگی)	اسٹیشن	آر سی ۱۲ ڈاؤن (آمد — روانگی)
۱۳/۴۵	لاہور	۲۲/۱۰
۱۷/۳۶	لائل پور	۱۸/۵۴

لاہور سرگودھا سیکشن :-

آر سی ۱۳ اپ (آمد — روانگی)	اسٹیشن	آر سی ۱۴ ڈاؤن (آمد — روانگی)
۱۵/۵۵	لاہور	۱/۱۵
۲۱/۵	سرگودھا	۵/-

لاہور قصور۔کھڈیاں خاص سیکشن :-

ایل کے ۲ ڈاؤن • ایل کے ۴ ڈاؤن • ایل کے ۶ ڈاؤن • اسٹیشن • کے ایل ۱ اپ • کے ایل ۳ اپ • کے ایل ۵ اپ

آمد — روانگی (ہر ریل کار کے لئے)

ایل کے ڈاؤن ریل کاریں (دائیں سے بائیں)	اسٹیشن	کے ایل اپ ریل کاریں (دائیں سے بائیں)
۹/۵۵ ، ۱۴/۲۵ ، ۱۹/-	لاہور	۱۴/۵ ، ۲۰/۲۵ ، ۲۳/۱۵
۱۱/۵۲ ، ۱۶/۴۰ ، ۱۶/۵۰ ، ۲۱/۱۰	قصور	۱۲/- ، ۱۶/۱۴ ، ۱۶/۲۳ ، ۲۱/۴۰
۱۷/۲۵	کھڈیاں خاص	۱۶/۴۰

لاہور منٹگمری سیکشن :-

آر سی ۸ ڈاؤن • آر سی ۱۰ ڈاؤن • اسٹیشن • آر سی ۷ اپ • آر سی ۹ اپ

آمد — روانگی (ہر ریل کار کے لئے)

آر سی ڈاؤن ریل کاریں (دائیں سے بائیں)	اسٹیشن	آر سی اپ ریل کاریں (دائیں سے بائیں)
۹/۳۵ ، ۲/۵۵	لاہور	۲۱/۲۵ ، ۱۶/۱۵
۱۴/۲۰ ، ۸/۴۰	منٹگمری	۲۴/۴۰ ، ۱۱/۲۰

لاہور تاندلیانوالہ سیکشن :-

ایل ٹی ۱ اپ (آمد — روانگی)	اسٹیشن	ایل ٹی ۲ ڈاؤن (آمد — روانگی)
۱۰/۴۵	لاہور	۱۱/۲۵
۲۳/۵	تاندلیانوالہ	۴/-

لاہور۔لالہ موسیٰ سیکشن

آر سی ۲ ڈاؤن • آر سی ۴ ڈاؤن • آر سی ۶ ڈاؤن • ایم ایل ۲ ڈاؤن • ایم ایل ۴ ڈاؤن • ایس ایل ۲ ڈاؤن • اسٹیشن • آر سی ۱ اپ • آر سی ۳ اپ • آر سی ۵ اپ • ایل ایم ۱ اپ • ایل ایم ۳ اپ • ایل ایس ۱ اپ

آمد — روانگی (ہر ریل کار کے لئے)

ڈاؤن ریل کاریں (دائیں سے بائیں)	اسٹیشن	اپ ریل کاریں (دائیں سے بائیں)
۲۰/۳۰ ، ۱۳/۱۵ ، - ، ۲۲/۴۰ ، - ، ۷/۴۰ ، - ، ۱۷/۵ ، - ، ۹/۱۵ ، -	لاہور	۷/۴۵ ، ۱۵/۱۰ ، - ، ۴/۴ ، - ، ۵/۵۵ ، - ، ۱۵/۲۵ ، - ، ۷/۵۵
- ، ۲۲/۱۴ ، ۲۲/۱۷ ، ۷/۲۵ ، ۷/۲۷ ، ۱۶/۴۵ ، ۱۶/۵۰ ، ۹/-	شاہدرہ باغ	۴/۵۲ ، ۴/۵۷ ، ۶/۸ ، ۶/۱۰ ، ۱۵/۲۹ ، ۱۵/۴۲ ، ۷/۱۰ ، -
- ، ۲۱/۴۵ ، ۲۱/۴۸ ، ۷/- ، ۱۶/۴۰	مریدکے	- ، - ، - ، ۵/۲۳ ، ۵/۳۱ ، ۶/۳۵ ، - ، ۱۴/۱۰ ، -- ، - ، -
- ، ۱۷/۵۵ ، - ، - ، - ، - ، -	لالہ موسیٰ	- ، - ، - ، ۹/۱۵ ، - ، - ، - ، - ، - ، - ، -
۱۵/۳۰ ، ۷/۲۳ ، - ، - ، - ، - ، -	راولپنڈی	۱۲/۵۰ ، ۲/۲۵ ، - ، - ، - ، - ، - ، - ، - ، - ، -

درمیان کے اسٹیشنوں کے اوقات کے لئے ریل کاروں کا ٹائم ٹیبل ملاحظہ فرمائیں، جو یکم اکتوبر ۱۹۶۰ء سے نافذ العمل ہوگا! اور تمام بک اسٹالوں سے آٹھ آنے کی ادائیگی پر دستیاب ہو سکتا ہے۔ یہ ریل کاریں کسی بھی وقت بغیر قبل اطلاع دیئے منسوخ کی جا سکتی ہیں اور ان کے اوقات میں ترامیم واقع ہو سکتی ہیں۔

ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ

تار: ویسٹرن ریلوے ۔ لاہور

نئے آئین میں بنیادی حقوق کی پوری ضمانت دی جائے گی

وکیلوں کے کنونشن میں صدر ایوب کا افتتاحی خطبہ

مارشل لاء نئے آئین کے نفاذ سے قبل نہیں اٹھایا جاسکتا (صدر ایوب)

کراچی یکم اکتوبر۔ صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے وکیلوں کے تین روزہ کنونشن کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ نئے آئین کے نفاذ تک ملک میں مارشل لاء نافذ رہے گا۔ آپ نے یہ اعلان بھی کیا کہ نئے آئین میں بنیادی حقوق یعنی آزادی تقریر۔ انسان کے وقار اور جائیداد رکھنے کے حق کی پوری ضمانت دی جائے گی۔

صدر نے کہا کہ مارشل لاء اگر نئے آئین کے نفاذ سے پہلے ہی اٹھا لیا گیا تو اختیارات مملکت کسی آئین کی بجائے کسی اور ذریعہ سے بروئے کار لائے جائیں گے اور اس کا مفہوم بھی مارشل لاء ہی ہوگا۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس کا نام کچھ اور رکھ دیا جائے۔

صدر ایوب کنونشن کی مجلس استقبالیہ کے چیئرمین چوہدری نذیر احمد کے خطبۂ استقبالیہ کے اس حصہ کا حوالہ دے رہے تھے جس میں یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ مارشل لاء اپنی افادیت کھو چکا ہے۔

بنیادی حقوق

صدر نے پرزور الفاظ میں کہا۔ "بنیادی حقوق کا تحفظ اور بقاء بہت ضروری ہے اور اس میں کسی قیل و قال کی گنجائش نہیں ہے۔ صدر نے صاف اور پرزور الفاظ میں اعلان کیا کہ نئے آئین میں بنیادی حقوق یعنی آزادی تقریر انسان کے وقار اور جائیداد رکھنے کے حق کی پوری ضمانت دی جائے گی۔

چوہدری نذیر احمد کے خطبۂ استقبالیہ کا ذکر کرتے ہوئے صدر نے کہا آزادی تقریر۔ انسان کے وقار اور جائیداد رکھنے کے حقوق بحال کر دیئے جائیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ماضی میں یہ تمام حقوق موجود تھے۔ مگر اب انہیں چھین لیا گیا ہے میرے خیال میں ان میں سے ایک بات بھی درست نہیں ہے۔ کیا ماضی میں کبھی انسانی وقار کا کوئی وجود تھا؟

آزادی تقریر کا ذکر کرتے ہوئے صدر نے اعتراف کیا کہ آزادی تقریر بعض متعین مقاصد کے حصول کا ذریعہ ہوتی ہے اور اس آزادی کو اسی پس منظر میں دیکھنا چاہیئے۔ آپ نے کہا کہ آزادی تقریر کا مقصد یہ کبھی نہیں رہا کہ ہر شخص کو غیر محدود آزادی دے دی جائے

آزادی تقریر کے دو مقصد

صدر نے کہا آزادی تقریر دو مقاصد کے لئے اہمیت رکھتی ہے (۱) حکومت کو مسلسل طور پر آگاہ کیا جائے کہ اس کی پالیسی کے بارے میں عوام کا ردعمل کیا ہے (۲) کسی حکومت کی استعداد اور صلاحیت کے خلاف عوام کے فیصلے کا اظہار تا کہ بشرط ضرورت حکومت تبدیل کرائی جائے۔

صدر نے کہا دوسرا مقصد صرف اس صورت میں حاصل کیا جاسکتا ہے کہ ملک میں آئینی حکومت قائم ہو اور ملک میں ایسا آئینی انتظام موجود ہو جس کے ذریعے حکومت تبدیل کی جاسکتی ہو۔ آپ نے کہا کہ اگر ملک میں ایسا آئینی انتظام موجود نہ ہو تو اس صورت میں حکومت کی تبدیلی فتنہ و فساد کے ذریعہ ہی عمل میں لائی جاسکے گی جس کے باعث امن میں خلل پڑے گا۔ ظاہر ہے کہ یہ مقصد ایسی (۲) صورت حال کے ہم آہنگ نہیں ہوسکتا جس میں حکومت کو تبدیل کرنے کی مشینری ہی معین نہ ہو۔

صدر نے کہا حکومت کے اقدامات پر تنقید کرنے سے تعلق رکھنے والی آزادی تقریر میں بھی ذمہ دار آزادی اور غیر ذمہ دار آزادی کی تشخیص کرنا پڑے گی۔

ربوہ سے گذرنے والی ریل گاڑیوں کے اوقات

ربوہ سے گذرنے والی گاڑیوں کی آمد اور روانگی کے اوقات مقامی احباب کی سہولت کے لئے درج ذیل کئے جاتے ہیں۔ (انچارج ریلوے اسٹیشن ربوہ)

نمبر		ربوہ میں آمد		ربوہ سے روانگی
۵۴	ماڑی انڈس سے لاہور	۱۵ - ۱	—	۱۸ - ۱
۱۴	ریل کار۔ سرگودھا سے لاہور	۲۲ - ۶	—	۲۴ - ۶
۵۱	لائلپور سے لالہ موسیٰ	۲۷ - ۸	—	۳۶ - ۸
۱۲	پشاور چھاؤنی سے کراچی شہر	۳ - ۱۰	—	۵ - ۱۰
۶۵	لائلپور سے کندیاں	۳۲ - ۱۱	—	۳۵ - ۱۱
۶۶	کندیاں سے لائلپور	۴۴ - ۱۳	—	۴۷ - ۱۳
۵۲	لالہ موسیٰ سے لائلپور	۲۷ - ۱۷	—	۳ - ۱۷
۱۱	کراچی شہر سے پشاور چھاؤنی	۲ - ۱۸	—	۴ - ۱۸
۱۳	ریل کار۔ لاہور سے سرگودھا	۴۳ - ۱۹	—	۴۵ - ۱۹
۵۳	لاہور سے ماڑی انڈس	۱۹ - ۲۲	—	۲۱ - ۲۲

اعلان

دفتر ٹاؤن کمیٹی ربوہ میں پیدائش و اموات کا ریکارڈ رکھا جاتا ہے۔ اس بارے میں احباب تساہل سے کام لیتے ہیں اور وقت پر اندراج نہیں کراتے۔ آئندہ ایک ہفتہ کے اندر پیدائش و اموات کی رپورٹ دفتر ہذا میں درج کرا دینی چاہیئے۔

فدا محمد
سیکرٹری ٹاؤن کمیٹی ربوہ

ضروری اعلان

بل ماہ ستمبر سنہ ۶۰ء ایجنٹ صاحبان کی خدمت میں ارسال کر دیئے گئے ہیں مہربانی کر کے ان بلوں کی رقوم ۱۰ اکتوبر سنہ ۱۹۶۰ء تک ضرور ارسال کر دی جائیں۔ بعض ایجنٹ صاحبان بلوں اور بقایا کی ادائیگی میں بار بار توجہ دلانے کے باوجود بہت تساہل برت رہے ہیں۔ اگر ان کی طرف سے ۱۰ اکتوبر سنہ ۶۰ء تک رقوم وصول نہ ہوئیں۔ تو دفتر ہذا ان کے بنڈل کی ترسیل روکنے پر مجبور ہوگا۔

(مینجر الفضل)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴